

تقاضا کرتا ہے، اسی طرح خونِ جگر کے جوش کی طوفانی کیفیت کے اظہار کے لیے یہ پیرایہ اختیار کیا کہ اسے فرو کرنا منظور ہو تو دو نہیں، بلکہ کئی خون رونے والی آنکھیں درکار ہیں۔ مرزا کے نزدیک دل اور آنکھیں دکھ سہنے اور رونے کا ایک پیمانہ ہیں۔ اب جتنے دکھ زیادہ ہوں گے اور خونِ جگر کا جوش جتنے زوروں پر ہوگا، اسی کے مطابق پیمانے درکار ہوں گے۔

۷۔ شرح : میں تو محبوب کی آواز پر قربان ہوا جاتا ہوں۔ بیشک سُر اڑتا ہے تو اڑ جائے، گردن کٹتی ہے تو کٹ جائے، لیکن وہ جلاد کی ہر ضرب پر کہے جائیں کہ ”ہاں آواز لگا“ یہ آواز اتنی دلکش و دلفریب ہے کہ اس پر میں بے تکلف جان قربان کر سکتا ہوں۔

دیکھیے، یہاں بھی مقصود سُر کٹنا نہیں، بلکہ محبوب کی دلفریب آواز کی کیفیت پیش کرنا منظور ہے، اس کے لیے جلاد کا ڈراما تیار کیا گیا۔ گویا اتنے نازک حالات میں بھی، جب جان جا رہی ہو، آواز محبوب کی دلفریبی ہر شے پر فائق ہے۔ اور اسی کے سننے کی آرزو ہے۔

۸۔ شرح : میں ہر روز اپنا نیا چھپا ہوا داغ دکھا دیتا ہوں۔ لوگوں کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میرے ہر داغ کی حرارت، جہان بینی اور حدت بالکل سورج سے مشابہ ہے۔ اتنی مشابہ ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں تو اول نظر میں سمجھ لیتے ہیں کہ سورج نکل آیا، البتہ کچھ مدت بعد انھیں دھوکے کا احساس ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو مرزا غالب کے سینے کا ایک نیا داغِ محبت تھا، جس پر سورج کا دھوکا ہوا ہے۔

۹۔ شرح : خود مرزا غالب اس شعر کی شرح میں قاضی عبدالجلیل جنون بریلوی کو لکھتے ہیں :

”یہ بہت لطیف تقدیر ہے۔ لیتا کو ربط ہے چین سے، کرتا مربوط ہے